بسم اللہ الرحمن الرحیم

ختم بخاری شریف

از افادات

شیخ الحدیث والتفسیر
محمود الرشید حدوٹی
استاذ جامعہ اشرفیہ لاہور، پرنسپل جامعہ رشیدیہ

خصوصی کاوش

مولانا سید مظہر عزیز شاہ بخاری

ناشر
اِدارہ آبِ حیات ٹرسٹ
غوث گارڈن 2 جمعی روڈ مناواں لاہور کینٹ
0300-0321-9458876
Mahmoodhadoti@gmail.com

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

نَضَّرَ اللَّهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا وَحَفِظَهَا وَبَلَّغَهَا (حدیث)

اللہ تعالیٰ اس بندے کو سرسبز وشاداب رکھے جس نے میری حدیث سنی، پھر اسے محفوظ رکھا، اور اسے یاد رکھا اور اسے دوسروں تک پہنچایا۔

ختم بخاری شریف

افادات

حضرت مولانا محمود الرشید حدوٹی مدظلہ

پرنسپل جامعہ رشیدیہ مناواں لاہور

ختم بخاری، امام بخاریؒ کے آباؤ اجداد، بخاری نسبت کی وجہ، امام بخاریؒ کا بچپن، قابل رشک قیمتی جوانی، امام بخاریؒ کا سفر سعادت، دین کے لیے اکابرین کی جانفشانی، امام بخاریؒ کا بغداد میں قیام، امام بخاریؒ کے باکمال اساتذہ، امام بخاریؒ کا فیضان، امام بخاریؒ کا کمال حافظہ، امام بخاریؒ کا امتحان، کمال حافظے کا سبب، وقت کی حفاظت، بخاریؒ فنافی اللہ، بخاریؒ و معاصرین، شیخ الحدیث کون ہوتا ہے؟ بخاری شریف لکھنے کی وجہ، امام بخاریؒ کا مبارک خواب، الجامع الصحیح کا مطلب، رخصت یا عزیمت پر عمل، بخاری شریف کا اعزاز، اصح الکتاب بعد کتاب اللہ، بخاری کی تلاوت مقاصد کا حصول، حدیث پڑھنے اور پھیلانے کی فضیلت، نبی ﷺ کا فرض منصبی، اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، نیکی کیا ہوتی ہے؟ نیت اعلیٰ درجے کی ہونی چاہیے، محمود و ایاز کا واقعہ، علماء کرام کی شان اور ان کا مقام۔ یہ رسالہ ان عنوانات بالا پر مشتمل ہے۔

ناشر۔ ادارہ آب حیات ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

جامعہ رشیدیہ غوث گارڈن فیز ۲، مناواں لاہور

۰۳۰۰۹۴۵۸۸۷۶

ضابطہ

نام کتاب	ختم بخاری شریف
افادات	مولانا محمود الرشید حدوٹی

بیان: بر موقع ختم بخاری شریف جامعہ اسلامیہ عربیہ خانپور، ضلع ہری پور

بتاریخ: ۱۰ مارچ ۲۰۱۸ء بروز ہفتہ

سامعین: علماء کرام، مفتیان عظام، طلباء کرام، مستورات

طابع	ڈاکٹر طاہر مسعود
مطبع	عبد اللہ پریس لاہور
سرورق	ابو حنظلہ رانا عبد الرؤف فاروقی
تزئین و آرائش	فاروق اعظم
تاریخ اشاعت	اپریل ۲۰۱۸ء
تعداد	۵۰۰
ہدیہ برائے اشاعت	۵۰ روپے صرف

۔اہتمام خاص۔

مولانا محمد ریاض صاحب، مولانا خالد محمود صاحب،

مولانا سید مظہر عزیز شاہ بخاری صاحب

دل کی بات

سید مظہر عزیز شاہ بخاری، خانپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ کوئی بیس سال پرانی بات ہے، جب میں جامعہ اشرفیہ لاہور میں زیر تعلیم تھا، مجھے جامعہ اشرفیہ لاہور میں استاذ العلماء، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمود الرشید حدوٹی دامت برکاتہم العالیہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے کی سعادت ملی، استاذ جی کی بذلہ سنجی، اپنے موضوع پر گرفت اور طلباء کے ساتھ دلی محبت اور شفقت کے باعث استاذ جی سے اسی زمانہ سے محبت اور عقیدت کے جذبات میرے دل دماغ میں مچلتے ہیں۔

٢٠٠٠ء میں استاذ جی نے ماہوار رسالہ آب حیات لاہور سے شائع کرنا شروع کیا تو مجھے اس رسالہ کا مدیر معاون مقرر کیا، اس تقرری کو بھی میں اپنا اعزاز سمجھتا ہوں، استاذ جی کی شفقتیں اور محبتیں میرا سرمایہ اور اثاثہ ہے۔

حال ہی میں ہمارے جامعہ اسلامیہ عربیہ اسلام نگر خانپور ضلع ہری پور میں مشاورت ہوئی کہ ختم بخاری کے موقع پر حضرت استاذ جی کو بھی دعوت دی جائے، چنانچہ یہ ذمہ داری مجھے سونپی گئی، استاذ جی اپنی گوناگوں مصروفیات کو ایک طرف رکھ کر میری عاجزانہ دعوت پر ختم بخاری کے پروگرام میں شریک ہوئے اور بہت ہی عالمانہ، فاضلانہ، پر مغز بیان فرمایا، جسے علماء، طلباء، معلمات اور طالبات نے بہت پسند کیا، استاذ جی کا یہ بیان میں نے ریکارڈ کر لیا تھا، اسے اب کاغذ پر منتقل کرنے کے بعد اہل ذوق کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے، جسے ادارہ آب حیات کے تعاون سے شائع کیا جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے استاذ جی کی تمام مساعی جمیلہ کو اپنی عالی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین

سید مظہر عزیز شاہ بخاری
خطیب جامع مسجد الحسن خانپور ضلع ہری پور

ختم بخاری شریف

بیان: خان پور ضلع ہری پور

اَلحَمدُللّٰہِ نَحمَدُہٗ وَنَستَعِینُہٗ وَنَستَغفِرُہٗ وَنُومِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیہِ وَنَعُوذُباللّٰہِ مِن شُرُورِ اَنفُسِنَا وَمِن سَیِّئَاۃِ اَعمَالِنَا، مَن یَّھدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَن یُّضلِلہُ فَلَاھادِیَ لَہٗ،وَنَشھدُاَنَّ سَیِّدَنَا وَمَولَانَا مُحَمَّد عَبدُہٗ وَرَسُولُہٗ، اَمَّابَعدُ فَاستَعِیذُ باللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ بسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِینَ إِذْ بَعَثَ فِیھِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِھِمْ یَتْلُو عَلَیْھِمْ آیَاتِہِ وَیُزَکِّیھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَإِنْ کَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِینٍ قَالَ النَّبِیُ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَعَلَی آلِہِ وَاَصحَابِہِ وَاَھل بَیتِہٖ وَذُرِیَّاتِہٖ اَجمَعِینَ اِنَّمَا الاَعمَالُ بالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِامرِیٍٔ مَّا نَویٰ فَمَن کَانَت ھِجرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُولِہٖ کَانَت ھِجرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُولِہٖ وَمَن کَانَت ھِجرَتُہٗ اِلَی دُنیَا یُصِیبُھا اَوِ امرَاۃٍ یَّنکِحُھا فَاِنَّمَاھِجرَتُہٗ اِلَی مَاھاجَرَہٗ اِلَیہِ صَدَقَ اللّٰہُ العَظِیمُ وَصَدَقَ رَسُولُہُ النَّبِی الکَرِیمُ

محترم ومکرم حضرات علماء کرا، قراء کرام، حفاظ کرام،مشائخ عظام، محترمہ ومکرمہ خواتین آج یہاں جامعہ عربیہ اسلامیہ خان پور (ضلع ہری پور) میں بخاری شریف کی اختتامی تقریب ہے،میں جدھر دیکھ رہاہوں دور تک علماء کرام اور طلباء کرام ہی دکھائی دے رہے ہیں، یہ بڑی مبارکباد کی بات ہے۔

بخاری شریف حضرت امام محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ کی لکھی ہوئی حدیث شریف کی کتاب ہے، بردزبہ مسلمان نہیں تھے، مجوسی تھے، اسی دین پر ان کا انتقال ہوا تھا، مجوسی ستاروں کی پوجا کرنے والوں کو کہا جاتاہے، مگر اللہ تعالیٰ نے بردزبہ کی اولاد میں سے جناب مغیرہ کو ہدایت کی دولت سے مالامال فرمایا،

انہوں نے بخارا کے حکمران ایمان جعفی کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا تھا، شاید یہی وجہ تھی کہ حضرت محمد بن اسماعیل کو جعفی کہا جاتا تھا، حالانکہ تاریخ کی کتابوں میں اس کی وضاحت موجود ہے کہ حضرت امام بخاری کا جعفی خاندان سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

امام بخاریؒ کے آباؤاجداد

حضرت امام بخاری کا نام محمد تھا، ان کے والد کا نام اسماعیل تھا، اسماعیل کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے وقت کے بڑے محدث تھے، حضرت امام مالکؒ سے کسب فیض کیا تھا، اسی طرح انہوں نے حضرت حماد بن زیدؒ سے استفادہ کیا تھا، اسی طرح جناب اسماعیل کو حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کی خدمت میں رہنے، ان سے سیکھنے اور فائدہ اٹھانے کا بہت وقت ملا تھا۔

حضرت اسماعیلؒ اپنے وقت کے بڑے محدث تھے اور اپنے بزرگوں کا غایت درجہ ادب کرنے والے بھی تھے، حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ دونوں ہاتھ سے انہیں مصافحہ کرتے تھے، دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا ادب اور احترام کے تقاضے کے تحت ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کو امام ابو حنیفہؒ سے کسب فیض کرنے کا موقع ملا تھا، یہ ان کے شاگرد ہیں، کچھ لوگوں نے تعصب کی عینک لگا کر اس بات کا تذکرہ نہیں کیا، حالانکہ انہیں کھلے دل سے اس بات کا نہ صرف اعتراف کرنا چاہیے تھا بلکہ اپنی تحریرات میں اس کو بیان بھی کرنا چاہیے تھا، مگر ان لوگوں نے ایسا کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی، حالانکہ انہیں برملا اس چیز کا اعتراف کرنا چاہیے تھا۔

بخاری نسبت کی وجہ

حضرت امام بخاریؒ کو بخاری اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ بخارا میں جنم افروز ہوئے تھے، اسی نسبت سے انہیں بخاری کہا جاتا ہے، بخارا روس میں ہے، یہ مقام تاجکستان کے صدر مقام سمرقند سے مغرب کی جانب اڑتیس میل کے فاصلے پر ہے، یہ علاقہ 1918 تک اسلامی علوم وفنون کا مرکز اور مشاہیر علماء کرام ومشائخ عظام کا وطن رہاہے۔

امام بخاریؒ کا بچپن

حضرت امام بخاریؒ کے والد صاحب کا انتقال امام بخاری کے بچپن میں ہی ہو گیا تھا، ان کی نشوونما ان کی والدہ نے کی، یہ بڑی دین دار اور پڑھی لکھی خاتون تھیں، امام بخاریؒ نے اپنے محلہ کے مکتب میں ہی لکھنا پڑھنا سیکھا تھا، اپنے محلہ کے مکتب میں ہی آپ نے قرآن کریم زبانی یاد کرلیا تھا، نوسال کی عمر میں امام بخاریؒ نے قرآن کریم حفظ کرلیا تھا، اپنے خداداد حافظے کی بدولت اچھے اور عمدہ حافظ تھے۔ عمر کے دسویں سال میں علم حدیث کی طرف توجہ فرمائی۔

حضرت امام بخاریؒ بچپن میں نابینا تھے، ان کی والدہ ماجدہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں الحاح وزاری سے دعائیں کیں، ان کی دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں نظر عطا فرمادی تھی، جب ان کی ماں نے ان کے لیے دعا کرنا شروع کی تو انہیں عالم رؤیا میں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہوئی، حضرت ابراہیمؑ نے امام بخاریؒ کی والدہ سے خواب میں فرمایا کہ آپ نے اپنے بیٹے کی بینائی کے لیے خوب دعائیں کی ہیں، انہی دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے بیٹے کی بینائی

بحال کر دی ہے، رات کو یہ خواب دیکھاتو صبح کو اللہ نے اس کی تعبیر فرمادی کہ حضرت امام بخاریؒ کو بینائی مل گئی۔

قابل رشک قیمتی جوانی

میرے دوستو! حضرات علماء کرام، امام بخاری کی شخصیت کیسی عظیم اور عجیب تھی، سولہ سال کی عمر کے اس بچے کو دیکھو جس نے اس چھوٹی عمر میں اپنے وقت کو کس قدر قیمتی بنایا، اپنے وقت کو ضائع ہونے سے بچایا، حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ اور حضرت امام وکیع کے دست مبارک سے تحریر کی جانے والی کتابیں زبانی یاد کرلی تھیں۔

امام بخاریؒ کا سفر سعادت

سولہ سال کے بعد اپنی امی جان اور اپنے بھائی جان کے ہمراہ سفر سعادت پر روانہ ہوئے، حرمین شریفین کی زیارت کی، حج کیا، اس کے بعد حضرت محمد بن اسماعیل بخاریؒ حرم مکی میں قیام پذیر ہوگئے، دوسال کا عرصہ آپ نے یہاں قیام فرمایا، اٹھارہ سال کی عمر ہوئی تو روضہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے لیے مدینۃ النبی ﷺ کا رخ کیا، ریاض الجنہ میں تلاوت ونوافل سے اپنے ایمان وایقان کو جلا بخشتے رہے، مدینہ منورہ کی پر کیف کھلی فضاؤں میں بیٹھ کر، دیار رسول ﷺ میں رہ کر قضایا الصحابہ والتابعین جیسی معرکۃ الآراء کتاب تحریر فرمائی، اس کے بعد التاریخ الکبیر تصنیف فرمائی۔

دین کے لیے اکابرین کی جانفشانی

حضرات علماء کرام! جو دین ہم تک پہنچاہے اس کے پیچھے بڑی محنت کی گئی ہے، اس کے لیے بڑی جدوجہد کی گئی ہے، اس کے لیے ہمارے اکابرین نے بڑی جانفشانی

سے کام کیا ہے، بخاری شریف ہمارے مدارس میں پڑھائی جاتی ہے، اس کے مصنف امام بخاریؒ نے اطراف واکناف کے اسفار کیے، شام تشریف لے گئے، حدیث شریف حاصل کرنے کے لیے امام بخاریؒ نے مصر کا سفر کیا، حدیث شریف کے حصول کی خاطر حرمین شریفین میں چھ سال رکے رہے، کوفہ اور بغداد جو علم وعرفان کے مراکز سمجھے اور خیال کیے جاتے تھے وہاں کے علماء کا دیدار کیا، ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا، ایک بار نہیں کئی بار کوفہ اور بغداد کے اسفار کیے، حدیث شریف کی خاطر بصرہ میں کئی بار آپ تشریف لے گئے، اور یہ جانا صرف ایاب اورذہاب نہیں تھا بلکہ کئی کئی سال تک وہاں اپنے مقصد کے حصول کی خاطر قیام کیا، مواسم حج کے دوران اپنے ایمان وایقان کو مزید جلا بخشنے کے لیے حرم مکی کا رخ کرتے تھے۔

امام بخاری کا بغداد میں قیام

ابو عبداللہ حضرت مام محمد بن اسماعیل بخاریؒ کو اللہ تعالیٰ نے بہت نوازا تھا، انہیں یہ اعزاز حاصل تھا کہ عروس البلاد بغداد میں زمانہ قیام کے دوران حضرت مام احمد بن حنبلؒ انہیں بڑی محبت اور چاہت سے قیام کرنے کی درخواست کرتے تھے، امام احمدؒ امام بخاریؒ کے معاصرین میں سے تھے، کیونکہ امام بخاریؒ نے کسب فیض امام احمدؒ کے اساتذہ اور مشائخ سے کیا تھا۔

میرے دوستو! امام بخاری حصول علم کا بہت زیادہ شوق رکھتے تھے، انہوں نے اپنے علاقہ کے علماء کرام سے خوب خوب فیض پایا، پھر اپنے علاقہ سے باہر نکلے حجاز میں پھرے اور ٹھہرے، مصر گئے، نیشاپور پہنچے، بغداداور کوفہ پہنچے، ان تمام مقامات پر سوائے اکتساب فیض کے کچھ مقصد نہیں تھا۔

امام بخاریؒ کے باکمال اساتذہ

امام بخاریؒ کی علمیت بلکہ کمال علمیت کا ہم کیا اندازہ کر سکتے ہیں، انہوں نے گیارہ سو کے قریب اساتذہ کرام اور مشائخ عظام سے دین مصطفوی سیکھا، حدیث شریف کا سماع کیا، حضرت امام بابخاریؒ کی اپنی زبان مبارک سے بیان کیا گیا کہ انہوں نے ایک ہزار اسی اساتذہ کرام سے اکتساب فیض کیا ہے اور یہ سارے کے سارے اساتذہ ابتدائی درجے کے عالم نہیں تھے، ابتدائی درجے کے مدرس نہیں تھے بلکہ یہ سب محدثین تھے، ان میں امام بخاریؒ کے نمایاں استاذ حضرت اسحاق بن راھویہؒ اور حضرت علی بن مدینیؒ بھی تھے، ان دو حضرات سے آپؒ نے بہت زیادہ فیض پایا تھا۔

حضرت امام بخاریؒ کے اساتذہ کرام میں حضرت امام وکیع بھی تھے، اور یہ امام وکیع امام شافعیؒ کے بھی استاذ تھے، ان امام وکیع ہی کا فرمان تھا کہ کوئی شخص اس وقت تک محدث نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ اپنے سے بڑے، اپنے سے چھوٹے اور اپنے ہم عصر مشائخ سے فیض حاصل نہ کرے، انہی کے فرمان عالی شان کو دل کی اتھاہ گہرائیوں میں رکھتے ہوئے امام بخاریؒ نے اپنے معاصرین سے بھی کسب فیض میں کوئی حرج نہیں سمجھی، ان سے کسب فیض کو کسر شان نہیں سمجھا، بلکہ ہمارے لیے ایک بہت ہی خوشگوار بلکہ قابل عمل یہ بات ہے کہ امام بخاریؒ تو اپنے تلامذہ اور شاگردوں سے بھی حدیث شریف روایت کرتے تھے۔

حضرت امام بخاریؒ کا فیضان

عجز وانکساری کے پیکر حضرت امام بخاریؒ کو اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ نوازا تھا، ان کے چشمۂ علم سے ہزاروں تشنگانِ علوم نے کسب فیض کیا تھا، جن لوگوں نے امام

بخاری سے کسب فیض کیا ہے ان کی تعداد ایک لاکھ کے قریب تھی، بخاری کی شرح ارشاد الساری میں تحریر ہے کہ نوے ہزار لوگوں نے حضرت امام بخاریؒ سے حدیث شریف سنی تھی، یعنی یہی بخاری شریف امام صاحبؒ سے نوے ہزار لوگوں نے سنی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے امام صاحبؒ کی مجلس علم وارشاد سے علم کے جامہائے شیریں اپنی مخلوق کو پلوائے، آپ کی مجلس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ بہت وسیع تھی، اطراف واکناف عالم سے تشنگان علم وعرفان کشاں کشاں امام بخاریؒ کی مجلس کی طرف کھنچے چلے آتے تھے، حضرت امام بخاریؒ اپنا فیضان عام کرنے میں کسی درس گاہ کے محتاج نہیں تھے، جہاں جلوہ افروز ہوتے وہیں علم وعرفان کے جام بھر بھر کے لٹاتے اور فیض یاب کرتے تھے، ان کی مجلس کبھی مسجد کے روحانی ماحول میں قائم ہوتی تو کبھی ان کے اپنے دولت خانے پر قائم ہوتی تھی۔

حضرت امام بخاریؒ کے علم وعرفان کا اندازہ اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ مسلم شریف، نسائی شریف، ترمذی شریف کے مصنفین امام مسلم بن حجاج قشیریؒ، امام ابوعبدالرحمٰن نسائیؒ اور حضرت ابوعیسیٰ ترمذیؒ انہی کے خوان علم کے خوشہ چین تھے، ابوزرعہؒ، ابوحاتمؒ، ابن خزیمہؒ، علامہ نصر مروزیؒ اور ابوعبداللہ الفربریؒ بھی اسی خوان علم کے خوشہ چین تھے، جس دریا کے قطروں کا یہ عالم ہے تو خود اندازہ لگائیے کہ وہ دریا کیسا ہو گا؟

امام بخاریؒ کا کمال حافظہ

اے علماء کرام! اللہ تعالیٰ نے امام بخاریؒ کو بہت کچھ عطا فرمار کھا تھا، ذہانت، فطانت، زیرکی اور حافظہ قابل رشک وکمال دے رکھا تھا، کتابوں میں تو یہاں تک

مرقوم ہے کہ عہد طفلی میں انہیں ساٹھ سے ستر ہزار احادیث رسول از بریاد تھیں، جس کتاب پر ایک دفعہ نگاہ ڈال لیتے تھے وہ کبھی بھولتی نہیں تھی، ان کے اساتذہ ان کے کمال حافظے پر رشک کرتے تھے۔

امام بخاریؒ کا امتحان

دوستو! یہ وہی امام بخاریؒ تو ہیں جن کا بغداد کے محدثین نے کڑاامتحان لیا تھا، جنہوں نے سو احادیث کی اسناد کو لف نشر غیر مرتب کرکے امام بخاریؒ کے سامنے پیش کیا تھا، دس آدمی ایسے مقرر کیے گئے تھے جو اپنی جگہ بڑے ذہین وفطین تھے، ان دس علماء نے دس دس احادیث اس طرح امام بخاریؒ کے سامنے پیش کیں کہ امام بخاریؒ انہیں سنتے جاتے اور سر نفی میں ہلاتے ہوئے زبان سے کہتے جاتے کہ میں اس حدیث کے بارے میں کچھ نہیں جانتا، یہ ایسا منظر تھا جسے دیکھنے کے لیے شہر کے باذوق لوگ ایک جگہ جمع ہوگئے تھے۔

جب سارے علماء اپنی اپنی زبان سے الٹی سیدھی اسناد والی روایات سنا چکے تو امام بخاریؒ انتہائی سنجیدگی کے ساتھ سیدھے ہوکر بیٹھے اور ایک ایک روایت کو درست طور پر درست سند کے ساتھ انہیں سنایا، جتنے لوگ وہاں پر موجود تھے سب بحر حیرت میں ڈوب گئے، سب بیک زبان ہوکر اس عظیم جبل علم کی علمیت اور ان کی فضیلت کے قائل ہوگئے۔

کمال حافظے کا سبب

اے علماء کرام، اے طلبائے عظام! یہ کیا تھا؟ یہ حافظہ کیوں تھا؟ یہ شان کیوں تھی؟ اس کے پس پردہ ایک چیز کارفرما تھی کہ امام بخاریؒ کا اپنے علم پر عمل تھا، وہ

جو بات دیکھتے تھے اس پر عمل کرتے تھے، وہ جب قرآن کریم میں انفاق فی سبیل اللہ کی آیات دیکھتے تو حاتم طائی کی طرح اپنا ہاتھ کشادہ رکھتے اور راہ خدا میں اپنا مال لٹاتے چلے جاتے تھے، وہ ایثار کے کوہ ہمالیہ تھے، جب مال راہ خدا میں لٹا دیتے تو چند باداموں پر گزارہ کرتے تھے، وہ اپنی خود داری اور فقر پر قناعت کیے ہوئے تھے، شاہی درباروں اور فیاضوں کی فیاضی سے لطف اندوز ہونے کی کوشش نہیں کرتے تھے۔

واہ واہ کیا عظیم شخصیت تھے امام بخاری؟ جن کو ایک بار فاقہ آیا تو دو دن تک گھاس کھا کر گزارہ کر لیا مگر کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں فرمایا۔

امام بخاریؒ کے ورع اور تقویٰ کا عالم دیکھو جب سے انہیں پتا چلا کہ قرآن وسنت کی تعلیمات میں غیبت کے بارے میں سخت وعیدات آئی ہیں تو اس کے بعد کبھی کسی کی غیبت نہیں کی، نہ اس سلسلے میں تجسس کر کے کسی دوسرے سے غیبت سننے کی کوشش کی، وہ مسلمانوں کے بارے میں اپنی زبان و ذہن کو ملوث نہیں کرتے تھے۔

امام بخاری کو اللہ نے بے پناہ علم کی دولت دے رکھی تھی، مگر اس کے باوجود کبھی کسی پر حسد نہیں کیا، کسی معاصر پر حسد نہیں کیا، اگر کسی پر تعریض کی تو اپنے علم کی روشنی میں کی، کسی پر علمی تنقید کی تو اپنی علمی دانست کے مطابق کی۔

وقت کی حفاظت

حضرت امام بخاریؒ کو عہد طفلی اور عہد شباب میں اپنے وقت کا بہت ہی خیال رہتا تھا، وہ تضیع وقت سے ہمیشہ بچتے تھے، شاید یہی وجہ تھی کہ وہ کھانا کھانے کے

دوران بھی اپنا وقت بچانے کی کوشش کرتے تھے، چالیس سال تک امام بخاری نے روٹی سالن کے ساتھ نہیں کھائی، بیمار ہوگئے تو طبیبوں نے اول وہلے میں سوال کیا کہ یہ مریض سالن سے روٹی نہیں کھاتا، تو اس وقت راز فاش ہوا کہ چالیس سال ہوگئے ہیں روٹی سالن کے بغیر کھا رہے ہیں۔

بخاریؒ فنافی اللہ

دوستو! امام بخاریؒ فنافی اللہ تھے، وہ جب اللہ کے حضور حاضری دیتے تھے دنیا ومافیہا کو بھول جاتے تھے، ایک بار نماز ظہر کے بعد نوافل میں ایسے مشغول ہوئے کہ کسی بھڑ وغیرہ نے آپ کو اسی حالت میں ڈنک مار دیا، نماز سے فارغ ہونے کے بعد اپنے رفقاء سے فرمایا کہ میری قمیص میں دیکھیں کیا چیز ہے؟ دیکھا گیا تو ایک بھڑ تھی جس نے آپ کے جسم پر سترہ مقامات پر ڈنک مارا ہوا تھا، جس جگہ بھڑ نے کاٹا تھا وہ جگہ سوجھ گئی تھی، ساتھیوں میں سے ایک نے پوچھا کہ حضرت آپ اسی تکلیف میں نماز پڑھتے گئے، نماز توڑ کیوں نہیں دی؟ تو امام بخاری فرمانے لگے کہ میں نے نماز میں ایسی سورت شروع کر دی تھی تو دل یہ چاہتا تھا کہ اس سورت کو مکمل کر کے ہی نماز پوری کروں۔

بخاریؒ ومعاصرین

اے علماء کرام! یہی امام بخاری ہیں جن کے بارے میں ان کے زمانے کے علماء اور مشائخ نے کہا کہ امام بخاری ایسا سمندر ہیں جس کا ساحل کوئی نہیں ہے، حالانکہ معاصرین اہل زمانہ کب کسی کو اس قدر سچے دل سے کوئی کریڈٹ دیتے ہیں؟ ان کے معاصرین برملا کہا کرتے تھے کہ ابو عبد اللہ امام بخاری ہم میں سب سے زیادہ فقیہ

ہیں، سب سے بڑے عالم ہیں اور ہم میں سب سے زیادہ معاملات پر نظر رکھنے والے ہیں، امام ابو عیسیٰ جیسا امام دنیا کہا کرتے تھے کہ امام بخاری اسانید و علل میں ہم سے کئی گناہ بڑھے ہوئے ہیں، امام مسلم جیسے عظیم اور متبحر فی العلم و عمل محدث کو کہنا پڑا کہ امام بخاری جیسا کوئی بھی نہیں ہے، اور یہ بات امام مسلم نے امام بخاری سے ملاقات کے دوران خطاب کے صیغہ کے ساتھ کہی تھی کہ میں گواہی دیتاہوں کہ دنیا میں آپ جیسا کوئی نہیں ہے، محدث ابن خزیمہ کو بھی برملا اس بات کا اعتراف کرنا پڑا کہ اس سپہر رفعت کے نیچے اور اس سرسبز وشاداب دھرتی کی پشت پر امام بخاری جیسا کوئی عالم اور محدث میری نظر نے نہیں دیکھا۔

شیخ الحدیث کون ہوتا ہے؟

محترم دوستو! یوں تو امام بخاری نے کوئی دو درجن کے قریب علمی کتابیں تحریر فرمائیں، مگر ان میں سے صرف بخاری شریف کو شہرت دوامی اور مقبولیت ملی ہے، آج دنیا بھر کے کتب خانوں اور لائبریریوں میں بخاری شریف دستیاب ہے، دنیا کے بڑے بڑے مدارس میں بخاری شریف بڑے اہتمام سے پڑھائی جاتی ہے، پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش کے مدارس میں بھی بخاری شریف سرفہرست ہوتی ہے، بخاری شریف پڑھانے والے استاذ کو صرف استاذ الحدیث نہیں بلکہ شیخ الحدیث کہا جاتا ہے۔

بخاری شریف لکھنے کی وجہ

یہ کتاب امام بخاری نے اپنے استاذ اسحاق بن راہویہ کی ایماء پر تحریر کی، اس کتاب کے لکھنے سے پہلے اگرچہ حدیث کی اور کتابیں بھی منصہ شہود پر جلوہ گر ہوچکی

تھیں، مگر امام بخاریؒ کی دور رس عقابی نگاہ نے بھانپ لیا تھا کہ ان کے مصنفین نے ان کے لکھتے وقت احتیاط سے کام نہیں لیا، ان میں صحیح، اصح اور ضعیف روایات کو خلط ملط کرڈالا گیا تھا، اس لیے امام بخاری نے علمی بساط پر ایسی علمی کتاب رکھ دی جو رہتی دنیا تک صحیح ترین کتاب کے طور پر جانی پہچانی اور پڑھی جاتی رہے گی۔

امام بخاری کی لکھی ہوئی بخاری شریف کو الجامع الصحیح کہا جاتا ہے، یہ کتاب لکھنے کے بعد ابو عبد اللہ امام بخاری نے اپنے قابل ادب واحترام اساتذہ کرام حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور حضرت علی ابن المدینی اور حضرت یحیٰ ابن معین کی خدمت میں پیش کی کہ وہ اس کتاب کے ابواب ومتن پر ماہرانہ نگاہ ڈالیں، چنانچہ یہ کتاب اساتذہ کرام دیکھ کر جھوم اٹھے۔

حضرت امام بخاریؒ نے بخاری شریف لکھنا شروع کی تو دن رات اس میں مشغول رہے، ایک طویل عرصہ بخاری شریف لکھنے میں صرف ہوگیا، خود امام بخاری کا فرمان ہے کہ میں نے سولہ سال میں یہ کتاب لکھی ہے، جب آپ نے بخاری شریف لکھنا شروع کی تو اس وقت امام بخاری عنفوان شباب پر تھے، آپ نے ابھی اپنی زندگی کی صرف ۲۳ بہاریں دیکھی تھیں۔

بخاری شریف کے لکھنے کی وجوہات میں ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ حضرت اسحاق بن راہویہ جو امام بخاری کے استاذ تھے انہوں نے ایک دن اس رائے کا اظہار کیا کہ جی چاہتا ہے کہ حدیث کی ایسی جامع کتاب تیار کی جائے جو شک وشبہ سے بالکل پاک ہو، جب حضرت اسحاق بن راہویہؒ نے اس رائے کا اظہار کیا تو امام بخاری کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی، چنانچہ انہوں نے اپنے استاذ کی رائے کو اہمیت دیتے ہوئے بخاری شریف پر کام شروع کرنے کا فیصلہ کرلیا، اس کے بعد جب آپ کی عمر

مبارک ۲۳ سال ہوئی تو آپ نے بخاری شریف لکھنا شروع کر دی تھی، احادیث کو مرتب کرنا شروع کر دیا تھا۔

امام بخاریؒ کا مبارک خواب

کتابوں میں بخاری شریف شروع کرنے اور تالیف کے سبب کے ضمن میں ایک خواب بھی لکھا گیا ہے کہ امام بخاری نے خواب دیکھا کہ وہ سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں آپ ﷺ کے سامنے کھڑے ہیں، امام بخاری کے ہاتھ میں ہوا جھلنے والا ایک پنکھا ہے، جس سے امام بخاری نبی کریم ﷺ کے اوپر سے مکھیاں اڑا رہے ہیں، جب امام بخاری کی آنکھ کھلی تو آپ نے تعبیروں کا علم جاننے والے معبرین سے رجوع کیا، اور ان سے اس خواب کی تعبیر پوچھی، معبرین نے اس خواب کی تعبیر یہ بتائی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ سعادت بخشے گا کہ آپ نبی کریم ﷺ کی حدیثوں سے کذب کو دور کرو گے، یعنی جو چیزیں حدیث بنا کر پھیلائی گئی ہیں ان کو حدیثوں سے ہٹاؤ گے، یہ وہ خواب تھا جس کی تعبیر سننے کے بعد امام بخاری کے دل ودماغ میں یہ بات بیٹھ گئی کہ وہ اس عظیم کام کا بیڑہ اٹھائیں۔

الجامع الصحیح کا مطلب

بخاری شریف کو الجامع کہا جاتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی کتاب جس میں فن حدیث کے آٹھوں باب پائے جائیں، اور الحمدللہ بخاری شریف ان آٹھوں ابواب سے مزین اور مرصع ہے، اسی طرح اس کتاب کو الصحیح بھی کہا جاتا ہے، تو بخاری شریف میں تمام احادیث صحیح ہیں کوئی معلل روایت اس میں نہیں ہے، اسی طرح شاذ روایت بھی بخاری میں نہیں ہے۔

اے علماء کرام، طلبائے عظام! امام بخاری نے اپنی کتاب کو منصہ شہود پر لانے میں کس قدر محنت کی، ہم سوچ بھی نہیں سکتے، سولہ سال تک شبانہ روز محنت کی گئی، پھر یہ کتاب معرض وجود میں آئی، امام بخاری نے بخاری شریف کو لکھنے کے بعد اسے دو بار دیکھا، جسے نظر ثانی اور نظر ثالث کہا جاتا ہے، پہلی مرتبہ لکھنے کے بعد اس میں رہ جانے والی کمی بیشی کو دوسری بار دور کیا، مزید مزین کرنے کے لیے اسے تیسری بار بھی دیکھا۔

رخصت یا عزیمت پر عمل؟

میرے دوستو! حیرت کی بات عرض کروں کہ امام بخاریؒ نے بخاری شریف کو معرض وجود میں لانے کے لیے صرف سولہ سال کا عرصہ ہی صرف نہیں کیا بلکہ آپ رخصتوں سے بچتے ہوئے اس دوران عزیمتوں پر عمل کرتے رہے، جیسے خود امام بخاری کا فرمان ہے کہ

مَا کتبت فِي کتاب الصَّحِیح حَدِیثا الا اغْتَسَلتُ قَبلَ ذَلِك وَصَلَّیتُ رَكْعَتَیْنِ

میں نے صحیح بخاری شریف میں کوئی ایسی حدیث نہیں لکھی جس سے پہلے میں نے غسل نہ کیا ہو اور اس کو لکھنے سے پہلے دو رکعت نفل نہ پڑھے ہوں۔

بعض اہل علم و قلم نے فرمایا کہ ہر حدیث سے پہلے غسل کرتے تھے، سفید لباس زیب تن کرتے تھے، اس پر خوشبو ملتے تھے، پھر استخارہ کرتے اور وہ حدیث تحریر کرتے تھے، یہ اہتمام صرف بخاری اور امام بخاری کا خاصہ ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آج تک بخاری شریف کو قبولیت کے اعلیٰ رتبے پر برقرار رکھا ہوا ہے۔

بخاری شریف کا اعزاز

پھر یہ بخاری شریف کا اعزاز ہے کہ کبھی یہ مکہ کی فضاؤں میں تحریر کی گئی، کبھی بخارا کے پر کیف مقام پر لکھی گئی، کبھی بصریٰ کی سرسبز و شاداب زمین پر بیٹھ کر لکھی گئی، علامہ بدرالدین عینیؒ صاحب عمدۃ القاری کے بقول بخاری شریف مدینہ منورہ میں بیٹھ کر لکھی گئی۔

میرے دوستو! جتنے بھی حضرات نے بخاری کی جائے تصنیف کو مختلف مقامات کی طرف منسوب کیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ مختلف مقامات پر دیکھا اور لکھا جاتا رہا، کہیں اس کا مسودہ تیار کیا گیا، کہیں اس پر نظر ثانی کی گئی اور کہیں اس پر نظر ثالث کی گئی، کہیں یہ کتاب مسودہ سے مبیضہ میں تبدیل کی گئی، ان ساری باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات تو ہمیں یقین سے سمجھ میں آتی ہے کہ امام بخاری سولہ سال تک جہاں بھی گئے وہاں بخاری شریف ہی لکھتے اور دیکھتے رہے، سبحان اللہ، یہ ہے وہ محنت شاقہ، یہ ہے وہ جدوجہد، یہ ہے وہ شبانہ روز کاوش جس کے نتیجے میں امام بخاریؒ نے بخاری شریف جیسی الجامع الصحیح کتاب ہماری آغوش میں ڈالی اور یوں قیامت کی صبح تک یہ عظیم الشان کتاب ہمارے اور ہماری نسلوں کے پاس رہے گی۔

اصح الکتاب بعد کتاب اللہ

میرے دوستو! جب امام بخاری نے اخلاص سے، پاکیزہ خیالات سے، پاکیزہ ماحول میں، پاکیزہ دماغ سے، پاکیزہ فضا میں بیٹھ کر یہ کتاب لکھی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی محنت شاقہ کو ضائع نہیں ہونے دیا، ان کی اس کتاب کو چار چاند لگا دیے، اسی لیے بخاری اور مسلم شریف دونوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں صحیح ترین

کتابیں ہیں، مگر بخاری کو پھر ان دو میں سے مزید امتیاز حاصل ہے کہ اصح الکتاب بعد کتاب اللہ قرار پائی ہے۔

حافظ ابن صلاحؒ نے بخاری و مسلم دونوں کو کتاب اللہ شریف کے بعد صحیح ترین کتابیں قرار دیا ہے، حضرت امام نسائیؒ نے ان دونوں میں سے سب سے زیادہ صحیح بخاری شریف کو قرار دیا ہے۔

بخاری شریف کو ایک اور اعزاز بھی حاصل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شافعی المسلک عالم کو عالم خواب میں فرمایا کہ کتاب الشافعی کا درس کب تک دیتے رہو گے؟ اور میری کتاب کا درس کب دو گے؟ شافعی المسلک عالم نے عرض کی کہ یارسول اللہ! آپ کی کونسی کتاب ہے؟ اس پر عالم رؤیا میں نبی کریم ﷺ نے اس شافعی المسلک عالم کو جواب دیا کہ محمد بن اسماعیل بخاری کی الجامع الصحیح میری کتاب ہے۔ سبحان اللہ

بخاری کی تلاوت مقاصد کا حصول

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے بخاری شریف کو کیا شان عطا فرمائی ہے، کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ قحط سالی کے زمانے میں بخاری شریف پڑھنے سے قحط دور ہو جاتا ہے، قحط کا مطلب یہ ہے کہ آسمان سے بارشیں آنا بند ہو جاتی ہیں اور زمین سبزہ اور غلہ اگانا بند کر دیتی ہے، پھر جب قحط سالی ختم ہوتی ہے تو آسمان کی طرف سے چھما چھم بارش برستی ہے اور زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے، ایک محدث کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے ایک سو بیس بار مختلف مقاصد کے لیے بخاری کی تلاوت کی اور جب بھی بخاری پڑھی تو انہیں مقصد میں کامیابی ملی۔

دوستو! شرط یہ ہے کہ بخاری شریف پڑھنے کے لیے عشق مصطفے ﷺ سینہ میں رچا بسا ہو ورنہ عشق مصطفے ﷺ سے خالی دل کیا بخاری پڑھے گا۔ اس لیے بخاری عشق مصطفے ﷺ کے ساتھ پڑھنے میں لذت ملتی ہے، ورنہ عشق مصطفے ﷺ کے بغیر جو بخاری پڑھتے ہیں انہیں بخار تو آجائے گا بخاری نہیں آئے گی۔

حدیث پڑھنے اور پھیلانے کی فضیلت

میرے دوستو! بخاری شریف ہو یا کوئی اور حدیث کی کتاب ہو، اس کو پڑھنے اور پھیلانے کا کیا مرتبہ اور مقام ہے، میرے سرکار نبی کریم ﷺ نے فرمایا

نَضَّرَ اللَّهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا وَحَفِظَهَا وَبَلَّغَهَا،

اللہ تعالیٰ اس بندے کو سرسبز وشاداب رکھے جو میری باتوں کو سنتا ہے، انہیں محفوظ رکھتا ہے اور انہیں لوگوں تک پہنچاتا ہے۔

یہ اعزاز اللہ تعالیٰ نے حضرات علماء کرام کو عطا فرمایا ہے کہ وہ کئی کئی سال تک مدرسوں کی چٹائی کے ساتھ چٹائی ہو جاتے ہیں، اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرتے ہیں، روکھی سوکھی کھاتے ہیں، حدیثیں یاد کرتے ہیں، ان کا معنیٰ اور مفہوم یاد کرتے ہیں پھر اللہ کی مخلوق کو موقع اور محل کے مطابق سناتے ہیں۔

اس لیے رحمت دوجہاں ﷺ نے ان کے لیے فرمایا کہ اللہ ان کو سرسبز وشاداب رکھے، یہ دعا ان لوگوں کے لیے ہے جو آپ ﷺ کے فرمان کو سنتے، یاد کرتے اور اسے آگے پہنچاتے ہیں، ان کے چہرے دنیا میں بھی تروتازہ رہیں گے اور آخرت میں بھی ان کے چہرے روشن ہوں گے۔

علماء کرام کے لیے یہی بہت بڑی سعادت ہے کہ ان کے لیے نبی کریم ﷺ نے سرسبز وشاداب رہنے کی دعا کر دی ہے،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض منصبی

میرے دوستو! میں نے شروع میں قرآن کریم کی جس آیت کی تلاوت کی اس میں اللہ تعالیٰ اہل ایمان پر اپنا احسان جتلا رہے ہیں کہ ہم نے ان پر احسان کیا کہ انہی میں سے ایک عظیم الشان رسول ان میں بھیجا، جن کا فرض منصبی یہ ہے کہ وہ قرآن کریم کی آیات لوگوں پر تلاوت کرتے ہیں، اور ان کے دل کی صفائی کرتے ہیں، ان کے اندر سے کھوٹ، کینہ، بغض اور حسد کی بیماریوں کو مانجھتے ہیں، اور انہیں حکمت کی تعلیم دیتے ہیں تو قرآنی تلاوت کے بعد حکمت کی اس تعلیم سے مقصد یہی ہے کہ وہ اپنے فرامین کے ساتھ قرآن کی تشریح اور تفسیر بیان کرتے ہیں۔

حدیث، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات، فرمودات، افعال اور احوال کا نام ہے۔

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے

حضرات محدثین کرام کی عادت مبارکہ ہے کہ وہ اپنی کتاب کو انما الاعمال بالنیات والی روایت سے شروع کرتے ہیں، رئیس المحدثین ابو عبداللہ حضرت امام بخاری نے بھی اپنی جامع صحیح کو اسی روایت سے شروع کیا ہے، جب کہ بخاری شریف کی سب سے آخری روایت کلمتان خفیفتان علی اللسان والی ہے، میں نے بھی ابتدا میں تلاوت قرآنی کے بعد یہ حدیث شریف پڑھی ہے، آقائے نامدار، تاجدار مدینہ، مراد المشتاقین، راحۃ للعاشقین حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، ہر شخص کے لیے وہ کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی، جس نے دنیا کو حاصل کرنے کے لیے ہجرت کی یا کسی عورت کے ساتھ شادی کرنے کے لیے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اسی طرف ہے جس طرف اس نے ہجرت کی۔

اعمال کا نیت کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے، اسی لیے امام بخاری کتاب الایمان میں روایت لائے ہیں، حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ **نیة المومن خیر من عملہ** ایمان والے شخص کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

ایک آدمی نیت کرتا ہے کہ میرے پاس بہت زیادہ مال و دولت ہو تو میں اسے اللہ کی راہ میں لگاؤں، میں اس سے مسجد بناؤں، میں اس سے مدرسہ تعمیر کروں تو یہ ایسی اچھی نیت ہے کہ نیت کرتے ہی اس کا اجر و ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔

مسلمان کو اللہ تعالیٰ نے رحمت دوعالم ﷺ کے طفیل ایسی شان عطا فرمائی ہے کہ چھوٹے سے عمل کے بدلے میں اسے نوازا جاتا ہے، مثلاً ایک شخص راستے سے کوئی کانٹا ہٹا دیتا ہے، کوئی روڑا، کوئی پتھر ہٹا دیتا ہے، اس کی نیت یہ ہوتی ہے کہ کوئی مسافر یہاں سے گزرے گا تو کانٹے سے الجھ کر اس کے کپڑوں کا نقصان ہو سکتا ہے، اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے وہ شخص کانٹا ہٹا دیتا ہے، اسی طرح یہ نیت کرتے ہوئے وہ شخص کوئی سنگریزہ، کوئی پتھر راستے سے ہٹا دیتا ہے کہ کسی مسافر کو ٹھوکر لگے گی اور وہ اس سے زخمی ہو جائے گا تو اس نیت پر بھی اس کا اجر لکھا جاتا ہے۔

نیکی کیا ہوتی ہے؟

نیکی کے ارادے پر نیکی لکھی جاتی ہے، میں اور یہ جتنے علماء یہاں تشریف فرما ہیں میرا نہیں خیال کہ کوئی وضاحت سے بتا سکے کہ نیکی کس کو کہتے ہیں؟ ہو سکتا ہے

جلسہ ختم ہونے کے بعد مجھے اس کی کوئی شخص تعریف بتادے، لیکن میں نے آج تک کسی کتاب میں نیکی کی تعریف اس طرح نہیں پڑھی کہ وہ فوراً سمجھ میں آجائے، ہم تو الاُجرۃ جانتے ہیں، الاُجرۃ کا معنیٰ ہے مزدوری، ہم سعودی عرب جائیں، مکہ مدینہ جائیں تو وہاں کرائے پر ٹیکسیاں ملتی ہیں جن پر واضح لکھا ہوتا ہے الاُجرۃ، جس کا معنیٰ ہے کرائے پر ملنے والی گاڑی، تو ہم اجرت کو سمجھتے ہیں، ہم مزدوری کو سمجھتے ہیں کہ دیہاڑ لگائیں گے تو اس کے بدلے میں اتنے پیسے ملیں گے، ہم اجرت سمجھتے ہیں، مگر ہم نیکی کا مفہوم نہیں سمجھتے۔

میں اتنا ضرور سمجھتا ہوں کہ میدان محشر ہوگا، جس میں نفسی نفسی کی صدائیں ہوں گی، قرآن کریم کے مطابق

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ (۳۴) وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ (۳۵) وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ (۳۶) لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ (۳۷)

قیامت کا دن ایسا دن ہوگا جس میں بھائی بھائی سے بھاگے گا، جس میں بیٹا باپ سے بھاگے گا، بیٹی ماں سے بھاگے گی، خاوند بیوی سے بھاگے گا، دوست دوست سے جان چھڑائے گا، اولاد سے جان چھڑائے گا، کوئی کسی کا پرسان حال نہیں ہوگا، کوئی کسی کو پوچھ نہیں رہا ہوگا۔

ایک شخص میدان محشر میں اپنے پاس ننانوے نیکیاں لے کر ابا کے پاس جائے گا، اماں کے پاس جائے گا کہ مجھے ایک نیکی دے دیں تاکہ میری سو پوری ہوجائیں اور میں جنت میں چلا جاؤں تو، باپ نیکی دینے کے لیے تیار نہیں ہوگا، ماں نیکی دینے کے لیے تیار نہیں ہوگی، بھائی نیکی دینے کے لیے تیار نہیں ہوگا، ہر کوئی دوسرے سے کہے گا کہ تو مجھے ایک نیکی دے دے تاکہ میں جنت میں جانے والا بن جاؤں۔

تو ننانوے نیکیوں والا پریشانی کے عالم میں محشر کی دھرتی پر آگے کی سمت بڑھ رہا ہو گا، سرزمین محشر کے کنارے پر ایک شخص پریشانی کے عالم میں بیٹھا ہوا ہو گا، وہ اس سے پوچھے گا کہ تو کیوں پریشان ہے؟ وہ کہے گا کہ میرے پاس ایک نیکی کی کمی ہے، وہ تلاش کر رہا ہوں اگر مجھے مل جائے تو میں جنت میں چلا جاؤں، اتنے میں یہ ایک نیکی والا سوچے گا میرے پاس تو کل ایک ہی نیکی ہے، جب کہ یہاں ننانوے نیکیوں والا اس قدر پریشان ہے کہ مارے مارے پھر رہا ہے، وہ اس ننانوے نیکیوں والے پر ترس کھائے گا، اور اسے نیکی دے دے گا، ننانوے والا خوشی خوشی یہ نیکی اپنی نیکیوں میں شامل کر کے جنت کی طرف دوڑ رہا ہو گا کہ اللہ کی طرف سے آواز آئے گی کہ ارے میرے بندے! جس نے تجھ پر آج کے دن ترس کھایا ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ اسے بھی ساتھ جنت میں لے جاؤ۔

میرے دوستو! اندازہ لگایئے کہ ایک نیکی انسان کو وہاں کام آجائے گی جہاں کوئی سگا رشتہ دار کام نہیں آئے گا، دوست کام نہیں آئے گا، ساتھی کام نہیں آئے گا، ماں باپ، بھائی، اولاد کام نہیں آئے گی وہاں ایک نیکی جنت میں لے جائے گی۔

نیکی کے لیے کام کرنا چاہیے، سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا، اس نے کہا السلام علیکم، نبی کریم ﷺ نے اسے جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا، عشرہ، دس، دوسرا شخص آیا اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آپ ﷺ نے اسے جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ عشرین، بیس، تیسرا شخص آیا اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ ﷺ نے اسے جواب دیا، وہ بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ثلثین، صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آج آپ نے یہ عشرہ، عشرین اور ثلثین کیا ارشاد فرمایا؟ آپ نے فرمایا

کہ جس شخص نے صرف السلام علیکم کہا اسے دس نیکیاں ملیں گی، جس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا اسے بیس نیکیاں ملیں گی، اور جس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اسے تیس نیکیاں ملیں گی۔

تو مسلمان کے لیے نیکیوں کا سلسلہ جاری وساری رہے گا، شرط یہ ہے کہ نیت درست رکھے۔

نیت اعلیٰ درجے کی ہونا چاہیے

میرے دوستو! اعمال میں نیت کا بڑا عمل دخل ہے، گزشتہ ماہ مجھے لاہور میں ایک سکول کی تقریب میں جانا ہوا، جہاں مجھے خطاب کا موقع دیا گیا، میرے سے پہلے ہمارے میزبان نے ایک واقعہ سنایا کہ ہمارے سکول میں زیر تعلیم ایک بچے کے والد نے ان سے پوچھا کہ کیا میرا بچہ امام کعبہ شیخ عبدالرحمٰن سدیس کی جگہ پر امام لگ سکتا ہے، تو انہوں نے بتایا کہ جی ہاں محنت کرے تو کیوں نہیں لگ سکتا، امام سدیس بھی تو آخر انسان ہے، جب میری تقریر کی باری آئی تو میں نے اسی واقعہ پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے مجمع میں عرض کیا کہ جناب نیت بڑی رکھنا چاہیے، نیت چھوٹی نہیں ہونا چاہیے۔

میں نے سامعین اور سامعات کے سامنے عرض کیا کہ جس بچے کے والد نے اپنے بچے کو امام کعبہ کے منصب پر فائز دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے اسے بالکل مایوس نہیں ہونا چاہیے، اسے یاد رکھنا چاہیے کہ اس کا بیٹا ایک خدا نہیں بن سکتا، کیونکہ ہمارا خدا ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا، اسے یاد رکھنا چاہیے کہ اس کا بیٹا مصطفے ﷺ نہیں بن سکتا کیونکہ مصطفے کریم ﷺ رب العالمین کا انتخاب ہیں، وہ اللہ کے چنے ہوئے اور برگزیدہ نبی ہیں، نبی کا انتخاب اللہ تعالیٰ براہ راست

خود کرتے ہیں، اسی طرح اس خواہش مند باپ کا بیٹا ابو بکر، عمر، عثمان اور علی نہیں بن سکتا۔

اس لیے کہ ابو بکر کی آنکھ کے لیے دیدار مصطفے چاہیے، عمر کی آنکھ کے لیے دیدار مصطفے چاہیے، عثمان کی آنکھ کے لیے دیدار مصطفے چاہیے، علی کی آنکھ کے لیے دیدار مصطفے کریم ﷺ چاہیے، صحابی کے لیے ایمان کے بعد دیدار کی شرط ہے، اسی ایمان کی حالت میں موت کا آنا بھی شرط ہے۔

اس امتیاز کے علاوہ دنیا کا بڑے سے بڑا ولی جس منصب پر اللہ نے فائز کیا ہے اس منصب کو پایا جا سکتا ہے، مگر اس کے لیے محنت شرط ہے اور اخلاص نیت ضروری ہے۔

محمود اور ایاز کا واقعہ

میرے دوستو! نیت حقیر اور گھٹیا نہیں ہونا چاہیے، نیت صاف ستھری اور اعلیٰ ہونا چاہیے، اللہ جل شانہ اسی نیت کے اوپر پھل عطا فرمائیں گے، میں اس پر آپ کو مولانا جلال الدین رومیؒ کا تحریر کردہ ایک واقعہ سناتا ہوں، جو انہوں نے اپنی مثنوی میں تحریر کیا ہے۔

مولانا جلال الدین رومیؒ کو مولانا روم کہا جاتا تھا، مگر جب شاہ شمس الدین تبریزیؒ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے تو اللہ نے بڑی شان عطا فرمائی، پہلے اپنے کو وہ بھی سوا سیر مولوی سمجھتے تھے، لیکن جب اللہ والوں کے ہاتھ میں ہاتھ دیا تو عاجزی وانکساری کے پیکر بن گئے، پھر ان کے پیر و مرشد جہاں جاتے یہ ان کا بستر اور ساز و سامان کاندھے پر اور سر پر اٹھائے ساتھ ساتھ چلتے تھے، اسی لیے تو کہا گیا کہ

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم　　　تا غلامی شمس تبریزی نہ شد

مولانا رومی مولائے روم شمس تبریزی کے حلقہ ارادت میں آنے کے بغیر نہیں بنا جا سکتا، حضرت مولانا روم نے اپنی مثنوی شریف میں بادشاہ محمود اور اس کے وزیر ایاز کا ایک واقعہ لکھا کہ

ایاز کے ساتھ بادشاہ کو بڑا تعلق تھا، مگر اس تعلق کے باعث باقی وزیران مملکت اور مشیران سلطنت جیلسی ہو گئے، حسد کی آگ میں جلنے بھننے لگے، یہ بات بادشاہ تک پہنچی تو اس نے ان حاسدین کا علاج کرنے کی تدبیر سوچی، اور ایک دن شاہی خزانے کا منہ کچھ دیر کے لیے کھول کر اعلان کیا کہ اتنے وقت میں جس وزیر اور مشیر کو جو کچھ شاہی خزانے سے ملتا ہے وہ لے لے۔

چنانچہ دیکھا کہ سارے وزیر، سارے مشیر دروازہ کھلتے ہی شاہی خزانے میں داخل ہو گئے، جس کے ہاتھ میں جو کچھ آیا وہ انہوں نے وہاں سے سمیٹا، مگر ایاز چپ چاپ بادشاہ کی ایک طرف کھڑا رہا، جب سب اندر چلے گئے تو ایاز نے آگے بڑھ کر بادشاہ کو گلے لگا لیا، بادشاہ نے ایاز سے کہا کہ تو نے آج بہت سنہری موقع ضائع کر دیا ہے، تو بھی شاہی خزانے سے اپنی مرضی کے مطابق کچھ لے لیتا، مگر ایاز نے کہا کہ بادشاہ سلامت ! یہ سارے خزانے اور اس کا مال و متاع آپ کی جوتی پر قربان ہو جائیں، جب میں نے آپ کو اختیار کر لیا تو مجھے شاہی خزانے کی کیا ضرورت ہے؟ جب آپ مل گئے تو سب کچھ مل جائے گا۔

دوستو! بات یہ ہے کہ ہم اپنی نیتیں درست کر لیں، نیت یہ ہو کہ ہم نے اپنے اللہ کو راضی کرنا ہے، ہم نے اپنے مہربان رب کو راضی کرنا ہے، اخلاص نیت بہت ضروری ہے، چھوٹے سے چھوٹا کام بھی اچھی نیت کے ساتھ بہت ثمر بار ہو سکتا ہے،

جب کہ بڑے سے بڑا عمل بری نیت کی بدولت راکھ بن جائے گا، اس کی کوئی قیمت نہیں لگے گی۔

علماء کرام کی شان ومقام

اے علماء کرام، اے طلباء عظام! اللہ نے ہمیں یہ دین عطا فرمایا ہے، بڑا اس کا مقام اور مرتبہ ہے، اللہ نے علماء کو یہ شان عطا فرمائی ہے کہ وہ اس امت کے انتہائی قابل احترام لوگ ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے وہ لوگ جن کے سینے کے سفینے میں قرآن کریم کی دولت ہے وہ اس امت کے وی آئی پی لوگ ہیں، وی آئی پی کا مطلب ہے ویری امپارٹنٹ پرسن (اہم ترین آدمی)

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن علمائے کرام سے کہیں گے کہ تم لوگ سیدھے جنت میں چلے جاؤ میں نے اسی لیے دنیا میں تمہیں علم کی دولت سے مالا مال اور سرشار کیا تھا، وہاں بھی ان کی کوئی لائن نہیں ہوگی، جیسے دنیا میں بجلی کا بل، فون کا بل، گیس کا بل جمع کرانے کے لیے لمبی لمبی لائنیں لگی ہوئی ہوتی ہیں، تو اگر کوئی عالم وغیرہ بل جمع کرانے چلا جائے تو اسے اہلکار کہہ دیتے ہیں کہ حضرت! آپ ادھر سے اندر آجائیں، یہاں بھی جاننے والے لائن میں نہیں لگنے دیتے تو وہاں اللہ تعالیٰ بھی لائن میں لگائے بغیر جنت کی طرف اشارہ کردیں گے کہ تم لوگ ادھر سے جنت کی طرف چلے جاؤ۔

یہ کتنا بڑا اعزاز ہے علماء کرام کا، اس لیے کہ علماء دین مصطفی ﷺ کے پہریدار اور چوکیدار ہیں، یہ شیطانی وار سے دین کی حفاظت کرتے ہیں، جس طرح آپ نے سنا کہ رات کی تاریکی میں چوکیدار کسی محلے کی گلی اور نکڑ پر کھڑے ہوکر سیٹی بجاتا ہے، تاکہ چور کو پتا چلے کہ اس محلے کے لوگوں کا پہریدار موجود ہے، سیٹی کی آواز جب تک بجتی رہتی ہے چور کے کان کھڑے رہتے ہیں۔

حضرت نبی کریم ﷺ کے زمانے میں شیطان مسجد کے اندر جا کر ایک ایسے شخص کو ورغلانے کی کوشش کر رہا تھا جو نوافل میں مشغول تھا، مگر اسے اس کو ہٹانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی، اس سے پوچھا گیا کہ تو پریشان کیوں ہو رہا ہے؟ شیطان نے کہا کہ مجھے اس نفل پڑھنے والے سے خطرہ نہیں، اسے تو میں چٹکیوں میں اس کے عمل سے پھیر سکتا ہوں، مگر اس کے قریب ایک مولوی صاحب سوئے ہوئے ہیں، مجھے ان سے ڈر لگ رہا ہے، اگر یہ مولوی صاحب میرے قدموں کی آہٹ سے بیدار ہو گئے تو میرا سارا منصوبہ فیل ہو سکتا ہے، تو آپ نے دیکھا کہ مولوی سے شیطان کتنا ڈرتا ہے، اس لیے کہ مولوی دین مصطفے ﷺ کا چوکیدار ہے، یہ دین کا ٹھیکیدار نہیں ہے، چوکیدار ہے۔

اسی لیے مدینہ والی سرکار نے فرمایا کہ

إِنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا، وَلَكِنَّهُمْ وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ

علماء کرام حضرات انبیاء کرام کے وارث ہیں، اور حضرات انبیاء کرام نے کوئی دینار اور درہم اپنے پیچھے نہیں چھوڑا، ان کا ترکہ تو علم ہے، جس نے علم لے لیا، حاصل کر لیا اس نے وافر حصہ حاصل کر لیا۔

علماء کرام کی شبانہ روز محنت کی بدولت یہ دین پھیل رہا ہے، اس لیے علماء کرام کو چاہیے کہ وہ اس منصب کی لاج رکھیں، یہ دین اللہ کا ہے، اس دین کی حفاظت ہم سب کی ذمہ داری ہے، یہ ہماری ڈیوٹی ہے، اللہ سے مانگنا ہے کہ اللہ ہمیں اپنے دین کے ساتھ جوڑے رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی سمجھ کی توفیق عطا فرمائے۔

مولانا محمودُ الرَّشِید حَدَوٹی

خلیفہ مجاز بیعت

حضرت شاہ ڈاکٹر عبدالمقیم صاحب مدظلہ

کی چند شاہکار تصانیف

(۱) اسلامی نظام حیات

(۲) اسلام کا معاشی نظام

(۳) اسلامی عبادات

(۴) اسلامی عقائد

(۵) تقابل ادیان

(۶) اسلام اور مسیحیت

(۷) اسلام اور یہودیت

(۸) اسلام اور ہندومت

(۹) کلام ربانی کی کرنیں

(۱۰) سفید سمندر کے ساحل تک

(۱۱) تپتے صحرا (سفرنامہ ٹمبکٹو)

(۱۲) کاروان حرمین (سفرنامہ)

(۱۳) سلگتے ریگزار (سفرنامہ نیجر)

(۱۴) دریائے نیل کے ساحل تک

(۱۵) جزیروں کے دیس میں (سفرنامہ)

(۱۶) تاریخ عزیمت

(۱۷) فضائل مصطفی ﷺ

(۱۸) کلام نبوی کی کرنیں

(۱۹) معارف الفرقان (جلد اول)

(۲۱) شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شرعی سزا

(۲۱) خطبات دعوت

(۲۲) آخری دس سورتوں کی تفسیر

(۲۳) عبرت ناک زلزلہ

(۲۴) اسلام اور عورت

(۲۵) اسلام میں عورت کا مقام

(۲۶) اسلام اور نوجوان

(۲۷) دعوت و تبلیغ

(۲۸) مطالعہ اسلام

(۲۹) اہل سنت والجماعت

(۳۰) دیوار چمن سے زنداں تک

(۳۱) گستاخ دین صحافی

(۳۲) الدرر السنیہ فی الاحادیث القدسیہ

(۳۳) حدیقۃ الحضارہ فی العربیۃ المختارہ

(۳۴) مصباح الصرف

(۳۵) مصباح النحو

(۳۶) رشوت ستانی

(۳۷) بت شکن

(۳۸) بسنت کا تہوار

(۳۹) موت کا سوداگر

(۴۰) ایمان کے ڈاکو

(۴۱) بحر ظلمات کے ساحل تک

(۴۲) اسلام اور پیغمبر اسلام

(۴۳) غازی عبد الرشید شہیدؒ

(۴۴) فضائل مسجد

(۴۵) بے غبار تحریریں (کالم)

(۴۶) مسلمان کون ہوتا ہے؟

(۴۷) امیر عزیمت کی داستان حیات

(۴۸) مولانا ایثار القاسمی شہید

(۴۹) درد دل (کالموں کا مجموعہ)

(۵۰) روزہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)

(۵۱) زکوٰۃ، صدقات، خیرات

(۵۲) حج (قرآن وسنت کی روشنی میں)

(۵۳) حج کے بعد زندگی کیسے؟

(۵۴) عورت کی حکمرانی

(۵۵) دعائے انبیاء

(۵۶) مناجات نبوی (نبوی دعائیں)

(۵۷) مطالعہ مذاہب

(۵۸) صلاۃ وسلام علی سید الانام

(۵۹) قرآن اور حاملین قرآن

(۶۰) مطالعہ قرآن (اول)

(۶۱) مطالعہ قرآن (دوم)

(۶۲) مطالعہ قرآن (سوم)

(۶۳) مطالعہ قران (پنجم)

(۶۴) مطالعہ قرآن (ششم)

(۶۵) مطالعہ قرآن (ہفتم)

(۶۶) مطالعہ قرآن (ہشتم)

(۶۷) مطالعہ قرآن (نہم)

(۶۸) حضرت سیدنا صدیق اکبر

(۶۹) حضرت سید عمر فاروق

(۷۰) حضرت سیدنا عثمان غنی

(۷۱) حضرت سیدنا علی المرتضیٰ

(۷۲) حضرت سیدنا حسین

(۷۳) حضرت سیدنا امیر معاویہ

(۷۴) نغمہ زنداں (جیل کی تقریریں)

(۷۵) معارف الحدیث (مجلدات)

(۷۶) نماز کتاب

(۷۷) فیضان حقانی (تبصرے)

(۷۸) مجلس ذکر

(۷۹) شان امت محمدی

(۸۰) نقوش (اداریے)

(۸۱) رمضان المبارک

(۸۲) قربانی

(۸۳) معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۸۴) چہار شنبہ کی شرعی حیثیت

(۸۵)زاد محمود فی فضائل درود

(۸۶)علماء کرام کا مقام

(۸۷)بیت المقدس

(۸۸)ختم نبوت

(۸۹)زادالصالحین

(۹۰)عربی زبان

(۹۱)ارمغان مقیم

(۹۲)سنت مصطفے ﷺ

(۹۳)تزکیہ نفس

(۹۴)جہیز کی شرعی حیثیت

(۹۵)ذوق خطابت

(۹۶) مضامین فی سورۃ یاسین

(۹۷)ختم بخاری شریف (بیان، جامعہ اسلامیہ، خانپوری ضلع ہری پور)

(۹۸)غیرت مسلم (بیان، جامعہ دارالقرآن، علیوٹ، مری ضلع راولپنڈی)

(۹۹)فکر آخرت (بیان، کوٹلی پیر عبدالرحمان، باغبانپورہ۔لاہور)

(۱۰۰)مضامین بخاری (بیان، جامعہ سیف الرحمٰن، میدان ضلع ایبٹ آباد)

(۱۰۱)پیغام توحید، (بیان، جامعہ اشاعت اسلام نیو مری ضلع راولپنڈی)

(۱۰۲)یوم دفاع پاکستان (جامعہ دارالعلوم طیبہ جلو موڑ، لاہور)